بسم الله الرحمن الرحيم

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد!۔
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O
مَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرْ "وَمَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا O" وَقَالَ اللّٰہُ فِیْ مَقَامٍ آخَرْ "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ O" وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی مَقَامٍ آخَرْ "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُوْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ" وَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ O سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ O

تذکرہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: آج کی اس محفل میں ربیع الاول کے مہینے کے حوالے سے سید الاولین والآخرین رحمت اللعالمین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت کے بارے میں چند باتیں عرض کرنی ہیں۔ بزرگوں کا مقولہ ہے "مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ (جو جس چیز سے محبت کرتا ہے اکثر اس کا تذکرہ کرتا ہے)۔ تو یہ آج کی چند باتیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک تو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بار بار کیا۔ جس ذات مبارک پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود قسمیں کھائیں' ان کی زلفوں کی (وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ)' ان کی عمر کی (لَعَمْرُكَ) اور ان کے شہر کی (لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ) اور ارشاد فرمایا کہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِکْرَكْ (ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا) تو میں ایک عاجز بندہ اس پر کیا عرض کر سکتا ہوں۔ ان کا تو مقام ایسا ہے کہ ادب سے زبان گنگ ہو جاتی ہے کہنے والوں نے تو یہاں تک کہا کہ:

ہزار بار بشویم دہن مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

تاہم کسی بھی غلام کیلئے اپنے آقا کا ذکر مبارک کرنا ایک سعادت ہوتی ہے اور ان سعادت مندوں کی فہرست میں شمولیت کی ہر مومن کے دل میں تمنا ہوتی ہے۔اسی تمنا کو دل میں لیے آج اس عنوان پر چند باتیں کرنی ہیں۔

عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم: دنیا میں بڑے بڑے رہنما' جرنیل' فلاسفر اور خطیب گزرے۔ ان سب کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو ایک بات سب میں یکساں نظر آتی ہے کہ ان کی وفات کے بعد لوگوں نے کہا کہ مرحوم نے بہت کچھ کیا مگر زندگی نے وفا نہ کی اگر زندگی وفا کرتی تو وہ اس فن کو اور عروج پر پہنچاتے۔ بڑے بڑے شعراء گزرے' ان کی وفات کے بعد بھی لوگوں نے لکھا کہ فلاں نے بڑے اچھے شعر کہے' اگر زندگی وفا کرتی تو وہ اور اچھے شعر کہہ لیتا۔ بڑے بڑے جرنیلوں کی زندگیوں کو پڑھا اس میں بھی نظر آتا ہے کہ لوگوں نے لکھا کہ اگر وہ اتنے سال اور زندہ رہتا تو وہ پوری دنیا کا فاتح بن جاتا۔ گویا فلاسفر' ادیبوں' جرنیلوں اور خطیبوں کی زندگیوں کو دیکھا جائے تو یہ تمام زندگیاں نامکمل نظر آتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اگر زندگی وفا کرتی تو وہ اپنے اندر اور کمالات پیدا کر لیتے۔ محترم سامعین! پوری کائنات کے اندر صرف ایک ہستی ایسی ہے کہ جس نے اپنے ہوش و حواس میں' دن کے وقت میں' اپنے متعلقین کی محفل میں کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ اے لوگو! دنیا میں جس مقصد کے لئے مجھے بھیجا گیا تھا میں اس مقصد کو پورا کر چکا ہوں ۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا' اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا کمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کمال میں کوئی اور شریک ہو ہی نہیں سکتا۔ ایسی کمال والی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے عطا فرمائی تھی۔ ہم نے یورپ' افریقہ اور امریکہ میں لوگوں کے سامنے یہی پوائنٹ رکھا کہ لوگو! تم اپنی زندگی میں جن کو لیڈر مانتے ہو' ان کی زندگیوں میں ایسے ایسے نقائص ہیں لیکن جن کو

ہم اپنی زندگی میں رہنما مانتے ہیں تم ان کی پوری زندگی میں کسی ایک بات پر بھی انگلی نہیں اٹھا سکتے۔ یہ ایک ایسا مضبوط نکتہ ہے کہ بڑے سے بڑے مخالف کو بھی گھٹنے ٹیکنے پڑ جاتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو ایک عنوان ہے۔ کتابیں بھرتی چلی جائیں گی مگر کسی ایک عنوان کا حق ادا نہ ہوگا۔ امت چودہ سو سال سے اپنے محبوب ؐ کی سیرت پر کتابیں لکھ رہی ہے مگر آج تک بھی کوئی یہ نہ کہہ پایا کہ ہم نے اس سیرت کو لکھنے کا حق ادا کر دیا بلکہ یہی کہا:

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور یہ بھی لکھا بعض لکھنے والوں نے بہت کچھ لکھنے کے بعد

ماان مدحت محمدا بمقالتی ولکن مدحت مقالتی بمحمد O

حب رسول ﷺ: نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت و عشق رکھنے والے حضرات تو اس دنیا میں کروڑوں گزرے ہیں۔ ہر وہ آدمی جس نے کلمہ پڑھا اس کے دل میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سچی محبت کا ہونا ضروری ہے۔

محمد ؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اگر اس میں رہے خامی تو ایمان نامکمل ہے

حضرت مرزا مظہر جان جاناں ؒ، اللہ کے ایک بڑے ولی گزرے ہیں۔ انہوں نے فارسی میں درج ذیل اشعار لکھے:

خدا در انتظار حمد ما نیست
محمد ؐ چشم برراہ ثنا نیست

اللہ تعالی ہماری حمد کے انتظار میں نہیں ہے۔ اور محمد ﷺ ہماری تعریف کے منتظر نہیں ہیں

خدا مدح آفرین مصطفیٰ ؐ بس
محمد ؐ حامد حمد خدا بس

اللہ تعالی حضور ﷺ کی مدح کیلئے کافی ہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالی کی حمد بیان کرنے کیلئے کافی ہیں

مناجاتے اگر باید بیاں کرد
بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد
محمد از تو می خواہم خدارا
خدایا از تو عشق مصطفیٰ را

فرماتے ہیں کہ تم نے اپنی کوئی درخواست پیش بھی کرنی ہے تو ایک شعر کے ذریعے پیش کر دو کہ اے اللہ! ہم آپ سے رسول اللہ ﷺ کی محبت مانگتے ہیں اور اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم آپ ﷺ سے اللہ تعالی کا تعلق چاہتے ہیں۔ لہٰذا عشق مصطفیٰ ﷺ تو ایمان والوں کیلئے سرمایہ حیات ہے:

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر و بر گوشہ دامان اوست

عشق کی یہ باتیں سب ایسی ہیں کہ مستقل عنوان ہیں۔ تاہم چند باتیں عشق و محبت کی جو ہر سالک کے لیے ضروری ہیں تاکہ جو سالکین ذکر و سلوک میں قدم آگے بڑھانے والے ہیں وہ ان اکابرین کی باتوں کو سامنے رکھ کر اپنے آپ کو بھی دیکھیں کہ کیا آج اس عشق کی کوئی رمق ہمارے اندر بھی موجود ہے۔ کتنا حصہ اس کا ہمیں حاصل ہے اور کتنا ہمیں مزید حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

سراپائے رسول ﷺ: نبی ﷺ کے سراپا مبارک کے بارے میں کتابوں میں بہت سی تفصیلات آئی ہیں۔ ابن مسلمہؒ ایک تابعی ہیں۔ وہ ایک صحابیؓ کے پاس بیٹھے ہیں۔ ان سے پوچھتے ہیں کہ آپ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں کچھ ہمیں بتائیے! تو انہوں نے بڑی محبت سے آپ ﷺ کا سراپا بیان فرمایا.... کہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک بڑی دلفریب تھی۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک اتنا کشادہ تھا جس پر سرخی اور سفیدی تھی۔ آپ ﷺ کی بھویں مبارک بہت دیدہ زیب تھیں۔ آپ ﷺ کا سینہ مبارک بڑا کشادہ تھا۔ دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ دونوں ہتھیلیاں

پر گوشت تھیں۔ آپ ﷺ کا جسم مبارک اتنا نرم تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی میں ریشم کو بھی چھوا اور اپنے محبوب ﷺ کے جسم اطہر کو بھی اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرے محبوب ﷺ کا جسم مبارک ریشم سے بھی زیادہ نرم تھا۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی علیہ السلام اٹھتے تو یوں محسوس ہوتا کہ جیسے چٹان کے پیچھے سے آپ ﷺ نکل آئے ہوں۔ جب آپ ﷺ چلتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے اونچائی سے نیچے کی طرف آ رہے ہوں۔

حضور ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میرے بھائی یوسفؑ تو صبیح تھے اور میں ملیح ہوں۔ "صباحت" چہرے پر سفیدی اگر غالب ہو تو اس کو کہتے ہیں۔ اور "ملاحت" اس کو کہتے ہیں جب صورت کو دیکھا جائے تو نقش ایسے ہوں کہ دیکھتے ہی دل میں اثر کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ملیح ہوں۔ اور آپ ﷺ کے حسن و جمال کی کیا باتیں کرنی ہیں۔ بقول سعدیؒ:

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ   کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ   صَلُّوا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

لعاب رسول ﷺ: آپ ﷺ کے لعاب مبارک میں اتنی تاثیر تھی کہ خیبر کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں پر لگایا، آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔

عتبہ بن خرقد رضی اللہ عنہ جو فاتح موصل کہے جاتے ہیں۔ ان کے جسم پر دانے نکل آئے۔ نبی اکرم ﷺ نے لعاب مبارک لگا دیا، دانوں کو بھی شفاء ہو گئی اور پوری زندگی ان کے جسم سے ایسی خوشبو آتی رہی کہ دوسرے صحابہؓ ان کے جسم سے اس خوشبو کو سونگھا کرتے تھے۔

پسینہ رسول ﷺ: آپ ﷺ کے پسینہ مبارک میں اتنی خوشبو تھی کہ جب کبھی صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کو تلاش کرنے کیلئے نکلتے تو فرماتے تھے کہ ہم راستے کی خوشبو سونگھ کر اندازہ لگاتے تھے کہ نبی ﷺ اس راستے سے گزرے ہوں گے۔ ایک صحابیہؓ اپنے بچے کو ایک شیشی دے کر بھیجتیں کہ دوپہر کے وقت جب آپ ﷺ

قیلولہ کریں تو وہ آپ ﷺ کے بدن مبارک پر جو پسینہ آئے اس کے قطروں کو اکٹھا کر کے اس شیشی میں ڈال لے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جس عطر میں وہ پسینہ شامل کر دیتی اس کی خوشبو میں اضافہ ہو جایا کرتا تھا۔

ایک غریب صحابیؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی بیٹی کی شادی کیلئے دعا کروائی۔ نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمادی اور اس کو کہا کہ آپ کے پاس دلہن کے لیے خوشبو تو نہیں ہوگی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے پسینہ مبارک کے چند قطرے عطا فرمادیئے۔ وہ لے کر گئے تو سب گھر والوں نے اسے استعمال کیا۔ ان سب گھر والوں سے اتنی خوشبو آتی تھی کہ اس گھر کا نام "بیت المو تیبین" (خوشبو والوں کا گھر) مشہور ہو گیا۔

لمس رسول ﷺ: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو ایک جلیل القدر بدری صحابی ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک دعوت پر حاضر ہوا۔ ایک باندی میرے لیے ایک تولیہ لائی تولیہ کافی میلا تھا۔ حضرت انسؓ نے کہا کہ اس کو صاف کر کے لے آؤ۔ وہ باندی بھاگی گئی اور جلتے تندور میں اس تولیے کو ڈالا اور اٹھا کر واپس لے آئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ تولیہ بالکل صاف ستھرا میرے سامنے تھا۔ مجھے حیرانگی ہوئی میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ اس میں کیا راز ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک دھلوائے اور آپ ﷺ کو ہاتھ خشک کرنے کیلئے یہ تولیہ پیش کیا جس سے آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک خشک کیے، اس دن سے آگ نے اس تولیے کو جلانا چھوڑ دیا۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے ہم اسے آگ میں ڈالتے ہیں آگ اس میل کو تو کھالیتی ہے۔ صاف تولیہ ہم آگ سے باہر نکال لیتے ہیں۔

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے روٹیاں لگائیں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی ایک دو بنا کر دیں۔ کافی دیر کے بعد جب سب لگ گئیں تو حیران ہوئیں کہ اس میں سے ایک دو پک ہی نہیں رہیں، اسی طرح آٹے کا آٹا موجود ہے۔ نبی ﷺ نے پوچھا، بیٹا! کیا ہوا؟ عرض کیا، حضورؐ! دو تین روٹیاں ایسی ہیں جو پک نہیں رہیں۔ فرمایا، ہاں یہ وہی

روٹیاں ہوں گی جن پر تیرے والد کے ہاتھ لگ گئے اب آگ اس آٹے پر اثر نہیں کر سکتی۔ تو نبی علیہ السلام جس چیز کو چھو لیتے تھے اس پر یوں اثرات ہو جاتے تھے۔

لوگ کھجوروں کے درخت لگاتے تھے' کئی کئی سالوں کے بعد پھل آیا کرتا تھا لیکن جب نبی اکرم ﷺ نے درخت لگائے تو اسی سال کھجور نے پھل اٹھا لیا۔ آپ ﷺ کے لمس مبارک کے اس طرح اثرات ہوتے تھے۔ ایک صحابی حضرت زید جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ غزوہ ذات الذکا کے اندر جا رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ ان کا اونٹ بہت ست رفتاری سے چل رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنا عصا مبارک اس اونٹ کو لگایا۔ عصا لگاتے ہی اونٹ اتنا سرپٹ دوڑنے لگا کہ وہ دوسری سواریوں سے آگے بڑھ جایا کرتا تھا۔

ام عمارہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ ہیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب نبی اکرم ﷺ نے اپنے موئے مبارک تقسیم فرمائے تو ام عمارہؓ کو بھی عطا ہوئے۔ وہ ان کو پانی میں ڈال کر نکالتیں اور وہ پانی بیماروں کو پلاتی تھیں تو اللہ ان کو شفا عطا فرما دیتے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹوپی میں چند موئے مبارک لگا رکھے تھے اور فرماتے تھے کہ میں جس طرف بھی وہ ٹوپی پہن کر جاتا تھا اللہ تعالی مجھے ہر مقام پر فتح عطا کر دیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ

تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبی عفت و عصمت: آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے آباء و اجداد تک نطفہ حلال طریقہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ Transfer (منتقل) ہوتا رہا۔ آپؐ سے لے کر حضرت آدمؑ تک ایک بھی رشتہ ایسا نہیں جو غلط طریقہ سے پرورش پایا ہو۔

نبوت کی بہترین دلیل: اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو ایسی زندگی عطا فرمائی کہ وہ لوگ جو آپ ﷺ کی جان کے دشمن تھے ان کی زبان سے بھی نکلا کہ ہم نے آپ ﷺ کو جھوٹ بولتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا لیکن وہی لوگ جو آپ ﷺ کو صادق اور امین کہتے تھے (مکہ مکرمہ کے حالات اس وقت انتہائی ناگفتہ بہ تھے)' آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ اپنی نبوت کے بارے میں

کوئی دلیل دیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا لَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُراً مِنْ قَبْلِهِ (میں اس سے پہلے بھی تمہارے ہی درمیان زندگی گزار چکا ہوں)۔ اگر میری جوانی تمہیں پھولوں سے زیادہ معصوم نظر آتی ہے تو میری نبوت پر ایمان لے آؤ۔ سبحان اللہ! یہ بہت بڑی بات ہوتی ہے کہ انسان اپنے ماضی کی زندگی اور خاص طور پر اپنی جوانی کو نمونہ کے طور پر پیش کردے۔ کسی کو بھی انگلی اٹھانے کی جرات نہ ہوئی۔ دشمن آپ ؐ کے خلاف یوں تو کہتے رہے کہ آپ ؐ (معاذاللہ) جادوگر ہیں' یہ تو کہتے رہے کہ آپ ؐ نے یہ دعویٰ (معاذاللہ) جھوٹا کیا ہے مگر یہ کوئی بھی نہ کہہ سکا کہ آپ ؐ کے کردار میں فلاں خرابی ہے۔

میرا قائد ہے وہ زندگی پیغام تھا جس کا
صداقت ذات تھی جس کی امانت نام تھا جس کا
وہ رفتہ رفتہ جس نے قوم کو منزل عطا کر دی
کلی آغاز تھا جس کا چمن انجام تھا جس کا

حضور ﷺ نے جب دعویٰ نبوت فرمایا تو لوگ نہیں جانتے تھے کہ یہ دین مستقبل قریب میں بہت بڑا باغ بننے والا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں اپنے باپ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا' عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی ماں آمنہ رضی اللہ عنہا کا خواب ہوں"۔ حضرت ابراہیم ؑ نے دعا مانگی تھی' حضرت عیسیٰ ؑ نے بشارت دی تھی اور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا تھا کہ میرے بدن سے ایک نور نکلا جو پوری دنیا میں پھیل گیا۔

حضرت محمد ﷺ رحمت ہی رحمت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں' وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ اے پیارے! ہم نے آپ ؐ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ؐ دنیا کی ہر مخلوق کیلئے رحمت ثابت ہوئے۔

انسانوں کیلئے رحمت: آپ ﷺ کی رحمت سے انسانوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ آپ ؐ نے دعا فرمائی' اے اللہ! میرے بعد میری امت پر کوئی

ایسا عذاب نہ آئے کہ ان کی شکلوں کو تبدیل کر دیا جائے۔ اللہ نے دعا قبول فرمالی۔ آج جو ہم اپنی شکلوں پہ زندہ ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کا صدقہ ہے وگرنہ پہلی امتوں کی طرح پکڑ ہوتی تو سینکڑوں میں سے کوئی ایک ہوتا جو اپنی اصلی شکل پر باقی رہتا۔

جانوروں کیلئے رحمت:

نبی اکرم ﷺ کی رحمت سے جانوروں نے بھی رحمت پائی۔ ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آپ ؐ کے قدموں میں آیا۔ آپ ؐ نے اس کے مالک کو بلا کر فرمایا کہ یہ بے زبان جانور ہے، تمہیں چاہئے کہ اس کے ساتھ نرمی برتو، یہ شکوہ کر رہا ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور اسے چارہ تھوڑا دیتے ہو۔ سبحان اللہ، جانور بھی آپ ؐ کی خدمت میں آکر اپنی تکالیف بیان کرتے تھے۔

حضور ﷺ ایک دفعہ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک یہودی نے ہرنی پکڑی ہوئی تھی۔ آپ ؐ جب قریب سے گزرے تو اس ہرنی نے آپ ؐ سے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے اس نے پکڑ لیا ہے، اس سامنے والے پہاڑ میں میرا بچہ ہے اور اس کو دودھ پلانے کا وقت ہو گیا ہے، مجھے دیر ہو رہی ہے، میری ماماتا جوش مار رہی ہے کہ میں اسے دودھ پلالوں۔ آپ ؐ مجھے تھوڑی دیر کیلئے آزاد کرا دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سنی تو یہودی سے کہا، تھوڑی دیر کیلئے اسے آزاد کر دو، یہ دودھ پلا کر واپس آجائے گی۔ اس نے کہا، بڑی مشکل سے اسے پکڑا ہے، کیا آپ ﷺ اس کے ذمہ دار بنتے ہیں؟ آپ ؐ نے فرمایا کہ میں اس کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔ چنانچہ ہرنی کو چھوڑا گیا، وہ اسی وقت چھلانگیں مارتی ہوئی پہاڑی کی طرف گئی، آپ ؐ ابھی وہیں تھے کہ وہ دوبارہ بھاگتی ہوئی واپس آگئی۔ یہودی ہرنی کی اس اطاعت کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ چنانچہ اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

عورتوں کیلئے رحمت:

آپ ﷺ کی رحمت سے عورتوں نے بھی فائدہ اٹھایا۔ آپ سوچیں گے، وہ کیسے؟ دیکھیں، حضور ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے اس معاشرے میں عورت کی کیا وقعت تھی؟ لوگ اپنے گھر میں بیٹی کی پیدائش کو برا

سمجھتے تھے اور انہیں زندہ درگور کر دیتے تھے۔ باپ بیٹی کو محبت اور پیار کی نظر سے نہیں دیکھا کرتا تھا مگر جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا! جس شخص کے ہاں دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی پرورش کرے حتی کہ ان کا نکاح کر دے تو وہ شخص جنت میں میرے ساتھ ایسے ہو گا جیسے یہ دو انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ اس حدیث مبارکہ کے پڑھنے کے بعد بھلا کوئی مومن اپنی بیٹی کو حقارت کی نظر سے دیکھ سکتا ہے؟ نہیں' بلکہ وہ سمجھے گا کہ میرے لئے تو جنت کا دروازہ کھل گیا۔

سیدنا رسول اللہ ﷺ کے آنے سے پہلے بیویوں کے ساتھ نہایت ظلم کی زندگی گزاری جاتی تھی۔ آپ ﷺ تشریف لائے تو آیات اتر آئیں وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (اور تم ان سے معروف طریقے سے زندگی گزارو)۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو)۔ ایک آدمی لباس کے بغیر ننگا ہوتا ہے اسی طرح اگر تم ازدواجی زندگی نہیں گزارو گے تو تمہاری زندگی بھی ہر وقت خطرے میں ہو گی۔

بوڑھوں کیلئے رحمت: آپ ﷺ کے تشریف لانے سے بوڑھوں کو بھی عزت ملی۔ اس وقت بوڑھوں کی کوئی عزت نہیں کرتا تھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے کسی ایسے شخص کی عزت کی جس کے بال اسلام میں سفید ہو گئے ہوں تو یہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے اپنے اللہ تعالی کی عزت کی۔

مزدوروں کیلئے رحمت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے مصافحہ کرتے ہیں۔ آپ ؐ نے دیکھا کہ ہاتھ بہت سخت ہیں۔ وجہ پوچھی تو عرض کیا' اے اللہ کے نبی ﷺ! میں پہاڑ پر رہتا ہوں' وہاں پر پتھر توڑ کر اپنی زندگی گذارتا ہوں۔ آپ ؐ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللّٰه (ہاتھ سے کمانے والا اللہ کا دوست ہے)۔ مزدوروں کو بھی عزت ملی۔

بچوں کیلئے رحمت: حضور ﷺ کے صدقے چھوٹوں کو عزت ملی۔ فرمایا' جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ گویا چھوٹوں

نے بھی حضور ﷺ کی رحمت سے حصہ پایا۔

فرشتوں کیلئے رحمت: نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ جبرئیلؑ سے پوچھا' جبرئیلؑ! کیا آپ کو بھی میری رحمت سے حصہ ملا؟ عرض کیا' جی ہاں۔ آپؐ کی تشریف آوری سے پہلے مجھے اپنے انجام کے بارے میں ڈر لگا رہتا تھا۔ آپؐ تشریف لائے تو آیات اتریں اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ○ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ○ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ پس مجھے اپنے انجام کے بارے میں تسلی نصیب ہو گئی۔

دشمنوں کیلئے رحمت: نبی اکرم ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو آپؐ قریش مکہ سے ان کی ایذا رسانیوں کا بدلہ چکا سکتے تھے مگر آپؐ نے ارشاد فرمایا' میں وہی کروں گا جو میرے بھائی یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ پس آپ ﷺ دشمنوں کیلئے رحمت ثابت ہوئے۔

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپا لے جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

پس نبی اکرمؐ کی رحمت اللعالمین ذات سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے۔

پتھروں کا آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا: ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس ابو جہل آیا' اس کی مٹھی میں کنکریاں تھیں۔ کہنے لگا' اگر آپ ﷺ یہ بتادیں کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ آپؐ نے اس کے ہاتھ کی طرف اشارہ فرمایا تو کنکریوں نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ مگر افسوس کہ اس کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت تھا اسی لئے وعدے سے مکر گیا۔

ایک پتھر ایسا تھا کہ جب آپ ﷺ اس کے قریب سے گزرتے تو وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر سلام کیا کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس پتھر کو جانتا ہوں جو مجھے نبوت سے پہلے بھی سلام کرتا تھا اور آج بھی مجھے سلام کرتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضور ﷺ سے محبت: نبی اکرم ﷺ کے جانثاروں کو آپؐ سے بے

پناہ محبت تھی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں' اے زلیخا! تو نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو انگلیاں کاٹ ڈالیں' اگر میرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتی تو دل کے ٹکڑے کر دیتی۔

حسن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے چاند کی حیثیت:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے۔ چودھویں کی رات تھی' چاند اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ روشن تھا۔ کچھ ایسا رخ بنتا تھا کہ سامنے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور اوپر آسمان پر چاند نظر آ رہا تھا۔ نظر کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور پر پڑتی اور کبھی چاند پر پڑتی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کے والضحیٰ والے چہرے پر پڑتی اور پھر چاند پر پڑتی۔ بہت دیر تک وہ چاند کو بھی دیکھتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کو بھی دیکھتے رہے۔ بالآخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ اے چاند! تیرے حسن و جمال سے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال زیادہ ہے:

چاند سے تشبیہ دینا یہ کہاں انصاف ہے
چاند پر ہیں چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں موجود ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا کے والد جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے کسی کام کیلئے مدینہ طیبہ آئے۔ سوچا کہ چلو میں اپنی بیٹی کو ملتا جاؤں۔ ان کے گھر آئے' جب بیٹھنے لگے تو چارپائی کے اوپر بستر بچھا ہوا تھا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے دوڑ کر بستر کو جلدی سے لپیٹ دیا۔ کہنے لگی' آپ میرے والد ہیں' اس میں یقینا کوئی شک نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ بستر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اس لئے میں کسی کافر اور مشرک کا اس بستر پر بیٹھنا گوارا نہیں کر سکتی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشاق تھے اور ان میں سے پہلا نمبر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ ایک محفل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تین چیزیں بہت محبوب ہیں: خوشبو' نیک بیوی اور میری

آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً بول اٹھے، اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی تین چیزیں بہت محبوب ہیں۔ آپؐ کے چہرہ انور کو دیکھتے رہنا، دوسرا آپؐ پر اپنا مال خرچ کرنا اور تیسرا یہ کہ میری بیٹی آپؐ کے نکاح میں ہے۔ اب ذرا ان تینوں باتوں کا اندازہ لگائیے کہ ان کا مرکز اور محور کون بنتا ہے؟ وہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس۔

جب ہجرت کا حکم ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے دروازے پر دستک دی تو وہ فوراً حاضر ہوئے۔ آپؐ نے حیران ہو کر پوچھا، اے ابوبکرؓ! کیا آپ جاگ رہے تھے؟ عرض کیا، جی ہاں کچھ عرصہ سے میرا دل محسوس کر رہا تھا کہ عنقریب آپؐ کو ہجرت کا حکم ہوگا تو آپؐ ضرور مجھے اپنے ساتھ لے جانے کا شرف عطا فرمائیں گے۔ پس میں نے اس دن سے رات کو سونا چھوڑ دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپؐ تشریف لائیں اور مجھے جاگنے میں دیر ہو جائے۔

جنگ تبوک کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جہاد کے لئے اپنا مال پیش کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا آدھا مال لے آتے ہیں اور دل میں سوچتے رہے کہ آج میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس نیکی میں بڑھ جاؤں گا۔ لیکن جب صدیق اکبرؓ آئے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، اے ابوبکرؓ! آپ اپنے پیچھے بیوی بچوں کیلئے کیا چھوڑ آئے ہیں؟ عرض کیا اپنے بیوی بچوں کے لیئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق ؓ کے لئے ہے خدا کا رسول ؐ بس

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا غم ان الفاظ میں ظاہر کیا۔

لَمَّا رَاَيْتُ نَبِيَّنَا مُنْجَنْدِلاً ضَاقَتْ عَلَيَّ بِمَرَضِهِنَّ الاو
فَارْتَاعَ قَلْبِيْ عِنْدَ ذٰلِكَ لِهَلْكِهٖ وَالْعَظْمُ مِنِّيْ مَا حَيِيْتُ كَسِيْرٌ
يَالَيْتَنِيْ مِنْ قَبْلُ لِهَلْكَ صَاحِبِيْ غُيِّبْتُ فِيْ حَدَثٍ عَلَيَّ صُخُوْرٌ

یعنی جب میں نے اپنے نبی ﷺ کو وفات یافتہ دیکھا تو مکانات اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئے۔ اس وقت آپ ﷺ کی وفات پر میرا دل لرز اٹھا اور زندگی بھر میری کمر ٹوٹی رہے گی۔ کاش! میں اپنے آقا ؐ کے انتقال سے پہلے قبر میں دفن کر دیا گیا ہوتا اور مجھ پر پتھر ہوتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم: نبی اکرم ﷺ اس دنیا سے پردہ فرماتے ہیں مگر سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یقین ہی نہیں کرتے کہ میرے محبوب ﷺ جدائی کا داغ میرے سینے میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ چنانچہ تلوار اٹھالی اور کہنے لگے کہ جس کی زبان سے نکلے گا کہ نبی اکرم ﷺ فوت ہو گئے' میں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ اتنی محبت تھی کہ محبوب ؐ کے بارے میں ایسی بات سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم: سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا دل عشق نبوی ﷺ سے سرشار تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ ! اپنے دوستوں سمیت میرے گھر تشریف لائیں۔ جب آپ ؐ جانے لگے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور آپ ؐ کے قدم مبارک گنتے جا رہے تھے۔ آپ ؐ نے پوچھا کہ 'عثمان! میرے قدم کیوں گن رہے ہو؟ عرض کیا' میں چاہتا ہوں کہ جتنے قدم آپ ؐ میرے گھر تک چلیں میں اتنے غلام آزاد کر دوں۔

صلح حدیبیہ کا واقعہ بڑا مشہور ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا۔ مشرکین نے حضرت عثمان غنی ؓ سے کہا کہ آپ تو مکہ مکرمہ آچکے ہیں اگر چاہیں تو طواف کر لیں مگر ہم محمد ﷺ اور ان کے دوسرے ساتھیوں کو اجازت نہیں دیں گے۔ لیکن آپ کے عشق نے گوارا نہ کیا اور فرمایا مَا كُنْتَ لَا فْعَلُ حَتّٰى يَطُوْفَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یعنی جب تک میرے محبوب ؐ طواف نہ کریں میں ہرگز طواف نہ کروں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت پر جانے لگے تو، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلا دیا۔
سیدنا علی ؓ بے خوف ہو کر نبی اکرم ؐ کے بستر پر سو گئے۔ حالانکہ معلوم تھا کہ دشمن باہر اسی بستر کی تاک میں کھڑے ہیں مگر عشق نے ان خطرات کی بالکل کوئی پرواہ نہ کی۔

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو کوئی ضرورت پیش آئی۔ حضرت علی ؓ کو اس کا پتہ چلا تو آپ ؓ کسی کام کی تلاش میں گھر سے نکلے تاکہ کچھ لا کر آپ ؐ کی خدمت میں پیش کر سکیں۔ چنانچہ ایک یہودی کے باغ میں پہنچے اور اس سے کنویں سے ایک ڈول پانی نکالنے کے بدلے ایک کھجور بطور اجرت طے کی۔ حضرت علی ؓ نے سترہ ڈول پانی کے نکالے اور سترہ کھجوریں (عجوہ) لے لیں۔ کھجوریں لے کر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے۔ آپ ؐ کے پوچھنے پر تفصیل بتادی کہ یہ کھجوریں اس طرح مزدوری کر کے لایا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر پوچھا' کیا تجھے اس کام کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عشق نے آمادہ کیا یا کسی اور چیز نے؟ عرض کیا' جی ہاں اللہ تعالی اور اس کے رسول ؐ کی محبت نے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت علی ؓ کو آپ ؐ نے حکم دیا کہ صلح نامہ لکھیں۔ حضور اکرم ؐ خود صلح نامہ لکھوا رہے تھے۔ جس وقت فرماتے ہیں کہ لکھیں' هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا) تو مشرکین بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ اگر ہم آپ ؐ کو رسول مان لیتے تو جھگڑا کس بات کا تھا۔ اس لئے محمد رسول اللہ کی بجائے محمد ابن عبداللہ لکھو۔ مگر حضرت علی ؓ آپ ؐ کا نام مٹانے کیلئے ہرگز تیار نہ ہوئے۔ وہ کیسے اس نام کو مٹاتے کہ جس کی برکت سے دنیا میں ہدایت کا نور پھیلا تھا۔

حضرت حسان بن ثابت ؓ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو شاعر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ وہ عالم عشق و مستی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں اشعار لکھتے تھے۔ فرماتے ہیں:

وَ اَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ
وَ اَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
فَكَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

اے رسول ﷺ! آپ ﷺ اتنے حسین و جمیل ہیں کہ کسی آنکھ نے ایسا دیکھا ہی نہیں' ایسا خوبصورت بیٹا کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ آپ ﷺ تو ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ جیسے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی مرضی کے مطابق پیدا کیا گیا ہو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا عشق رسول ﷺ: جنگ خندق کے دوران حضور ﷺ نے ضرورت محسوس کی کہ کسی طرح دشمنوں کا پروگرام معلوم کیا جائے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ قریب ہی موجود تھے مگران کے پاس کوئی ہتھیار تھا اور نہ ہی سردی سے بچنے کیلئے کوئی بڑی چادر تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا' جائیں اور دشمنوں کے خیموں سے جا کران کی خبرلائیں۔ حضرت حذیفہؓ نے آقاؐ کے حکم پر سردی کی کوئی پرواہ نہ کی اور تیار ہو گئے۔ حضور ﷺ نے دعا دے کر روانہ فرمایا۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی دعا سے میرا خوف اور سردی بالکل دور ہو گئی۔ جی ہاں یہ عشق تھا جس نے دل میں رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کا ایسا جذبہ پیدا کر دیا۔

ایک صحابیہؓ کا عشق رسول ﷺ: جنگ احد کے دوران مدینہ منورہ میں خبر پھیل گئی کہ حضوراکرم ﷺ شہید ہو گئے۔ اس خبر کے پھیلتے ہی مدینہ میں کہرام مچ گیا۔ عورتیں روتی ہوئی گھروں سے باہر نکل آئیں۔ ایک انصاریہ عورت نے کہا کہ جب تک اس کی خود تصدیق نہ کرلوں میں اسے تسلیم نہیں کروں گی۔ چنانچہ وہ ایک سواری پر بیٹھی اور اپنی سواری کو اس پہاڑ کی طرف بھگایا۔ کافی قریب آئیں تو ایک صحابیؓ آتے ہوئے ملے ان سے پوچھتی ہیں' ما بال محمد ﷺ؟ محمد ﷺ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا' مجھے حضور ﷺ کا حال تو معلوم نہیں۔ البتہ میں نے دیکھا کہ تیرے بیٹے کی لاش فلاں جگہ پر پڑی ہوئی ہے۔ اس عورت کو جوان سال بیٹے کی شہادت

کی خبر ملی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اس ماں کے دل میں عشق رسول ﷺ نے اتنا اثر ڈالا ہوا تھا کہ بیٹے کی شہادت کی خبر سنی مگر کوئی پرواہ نہ کی۔ سواری آگے بڑھاتی ہیں۔ ایک اور صحابیؓ ملے، پوچھتی ہیں 'ما بال محمد ﷺ محمد ﷺ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں البتہ تیرے خاوند کی لاش فلاں جگہ پڑی ہے۔ یہ عورت پھر بھی ٹس سے مس نہ ہوئی اور آگے بڑھی۔ کسی اور سے پوچھا' ما بال محمد ﷺ محمد ﷺ کا کیا حال ہے؟۔ جواب ملا مجھے معلوم نہیں البتہ تیرے والد کی لاش فلاں جگہ پڑی ہے۔ اسی طرح بھائی کی لاش کے بارے میں بھی بتایا گیا کہ فلاں جگہ پڑی ہے مگر یہ عورت پھر بھی ٹس سے مس نہ ہوئی۔ آگے ایک صحابیؓ ملے۔ پوچھتی ہیں. ما بال محمد ﷺ محمدؐ کا کیا حال ہے؟۔ انہوں نے کہا آپؐ فلاں جگہ موجود ہیں۔ چنانچہ سواری کو ادھر بڑھاتی ہیں۔ جب وہاں پہنچیں تو حضور اکرم ﷺ کھڑے تھے۔ وہاں اپنی سواری سے نیچے اتر گئیں اور حضور ﷺ کی چادر کا ایک کونہ پکڑ کر کہا! "کُلُّ مُصِیبَتٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ سَهْلٌ" میرے اوپر تمام مصیبتیں حضور ﷺ کے دیدار کے بعد آسان ہو گئیں۔

محبوب ﷺ کے کوچے میں رات: نبی اکرم ﷺ رات کے وقت جب اپنے حجرہ شریف میں آرام فرما رہے ہوتے تھے تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے گھروں سے باہر نکلتے اور حضور ﷺ کے حجرہ کے پاس آکر گھنٹوں کھڑے رہتے اور سوچتے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں ہمارے محبوب ﷺ سوئے ہوئے ہیں۔

عجب چیز ہے عشق شاہ مدینہ
یہی تو ہے عشق حقیقی کا زینہ
ہے معمور اس عشق سے جس کا سینہ
اسی کا ہے مرنا اسی کا ہے جینا

نبی اکرم ﷺ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ جہاد کے لئے کون کون تیار ہے؟ حضرت سعد ابن وقاصؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی' اے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ! ہم نے اپنے ہوش و حواس سے کلمہ پڑھا۔ اللہ کی قسم! اگر آپؐ حکم دیں تو ہم پہاڑوں سے کود کر

اپنی جان دے دیں، ہم آپ ﷺ کے کہنے پر سمندروں میں چھلانگ لگا دیں۔

زندگی کی آخری حسرت: احد کے میدان میں ایک صحابی ؓ زخمی ہوئے، خون بہت نکل جانے کی وجہ سے قریب المرگ ہو چکے تھے۔ ایک دوسرے صحابی ؓ ان کے قریب آئے اور پوچھا، آپ کو کسی چیز کی تمنا ہے؟ عرض کیا کہ ہاں۔ انہوں نے پوچھا کونسی؟ جواب ملا کہ آخری وقت میں حضور ﷺ کا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے زخمی مجاہد کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا، اور ان کو لے کر تیزی سے اس طرف بھاگے جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے سامنے جا کر ان کو اتارا اور کہا ہے کہ آپ کے محبوب ﷺ آپ کے سامنے ہیں۔ جب نام سنا تو مجاہد کے جسم میں گیا بجلی کی لہر دوڑ گئی کہ فورا طاقت بحال ہو گئی۔ اپنے چہرے کو حضور ﷺ کی طرف کیا، دیدار کرتے ہی ان کی حالت غیر ہو گئی اور انہوں نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

سب سے بڑی خوشخبری: ایک صحابی ؓ حضور ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کرتے ہیں، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں ایک بات سے بہت پریشان ہوں کہ یہاں تو جس وقت آپ ﷺ کی محبت ہمارے دلوں میں لہریں مارتی ہے، ہم حاضر ہو کر آپ ﷺ کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیتے ہیں، جنت میں تو آپ ﷺ بہت اعلی درجوں پر ہوں گے اور ہم نیچے کے درجے میں ہوں گے۔ وہاں اگر آپ ﷺ کی زیارت نہ ہوئی تو ہمیں جنت کا کیا لطف آئے گا؟ چنانچہ اسی وقت جبرئیل ؑ آئے اور آکر اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور خوشخبری دے دی، اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے اس کو محبت ہو گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں پوری زندگی میں جتنی خوشی اس حدیث سے ہوئی، کسی اور حدیث سے نہیں ہوئی کیونکہ یقین تھا کہ آخرت میں

ہمیں حضور ﷺ کا ساتھ نصیب ہو جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ سے اس طرح محبت کرتے تھے۔

عشق رسول ﷺ میں کھجور کے تنے کا رونا:

کھجور کے ایک تنے کو آپ ﷺ سے محبت تھی۔ آپ ﷺ نے جب مسجد نبوی بنائی تو اس میں منبر نہیں تھا۔ مسجد کے اندر کھجور کا ایک تنا تھا۔ اسی کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد ایک صحابی تمیم داری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر اجازت دیں تو ایک منبر بنا لیا جائے۔ آپ ؐ نے اجازت دے دی۔ چنانچہ ایک منبر بنا لیا گیا۔ اگلی دفعہ جب خطبہ دینے کا وقت آیا تو آپ ؐ منبر پر کھڑے ہو گئے۔ اور خطبہ دینا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کھجور کے اس تنے میں سے اس طرح رونے کی آواز آنے لگی جیسے کوئی بچہ بلک بلک کر روتا ہے۔ سب لوگوں نے حیران ہو کر اس تنے کو دیکھا۔ حضور ؐ منبر سے نیچے اترے اور کھجور کے تنے کے قریب گئے۔ اس کے اوپر دست شفقت رکھا اور اس کو دلاسہ دیا۔ حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے اس کو گلے سے لگایا۔ تب وہ تنا اس طرح سسکیاں لیتے ہوئے چپ ہوا جیسے کوئی بچہ اپنی ماں کے سینے سے لگ کر چپ ہوتا ہے۔ کھجور کے تنے کو اتنی محبت تھی۔ اے کاش! ہمیں اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ کھجور کے تنے جیسی محبت نصیب ہو جاتی۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور عشق رسول ﷺ:

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح ہوتے ہی حضور ﷺ کی زیارت کرنے آجاتے تھے۔ انہوں نے قسمیں کھالی تھیں کہ ہم صبح اٹھتے ہی آپ ﷺ کی زیارت کریں گے' آپ ﷺ کی زیارت سے پہلے کسی دوسرے کا چہرہ نہیں دیکھیں گے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد نابینا ہونے کی دعا کرتے تھے۔

حضرت شبلیؒ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت: حضرت شبلیؒ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان پر جب نزع کا وقت آیا تو ساتھیوں سے فرمایا مجھے وضو کروا دیں۔ ساتھیوں نے بڑی مشکل سے آپ کو وضو کرایا کیونکہ بیماری کی وجہ سے کافی کمزور ہو چکے تھے۔ وضو کے بعد خیال آیا کہ مجھ سے تو خلال رہ گیا ہے اور وہ ہے بھی سنت۔ انتہائی پریشان ہوئے۔ لہٰذا فرمایا' اب مجھے دوبارہ وضو کرائیں۔ تو ساتھیوں نے کہا' حضرت! آپ تو معذور ہیں' بیمار ہیں' حرکت سے تکلیف ہوتی ہے اس لئے رہنے دیں۔ لیکن حضرتؒ نے فرمایا' مجھ پر سکرات موت طاری ہے' عنقریب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے والا ہوں اور اب جب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملوں گا تو میں یہ نہیں چاہتا کہ ایسے وضو سے چلا جاؤں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت چھوٹی ہوئی ہو۔ یہ ہوتا سچا عشق۔

علمائے دیوبند اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کہیں گے میاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باتیں بتلاتے ہو' کسی بعد کے زمانے کی باتیں بتا دیتے۔ آیئے' میں آپ کو اپنے روحانی آباؤ اجداد کی زندگیوں کے حالات سناتا ہوں جو دارالعلوم دیوبند کے بانی اور فرزند تھے۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ان حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیسی محبت تھی۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو کون نہیں جانتا کہ وہ علم کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ ان کے پیچھے انگریز لگا ہوا ہے' چاہتا ہے کہ جان سے مار ڈالوں۔ آپ کو بھی پتہ چل گیا۔ رشتہ داروں نے کہا' حضرت! آپ کہیں چھپ جائیں تاکہ آپ بچ سکیں۔ آپؒ نے بات مان لی' لہٰذا چھپ گئے۔ ابھی تین دن ہی گزرے تھے کہ پھر باہر پھرتے نظر آئے۔ پھر کسی نے کہا جان کا معاملہ ہے' آپ کو چاہئے کہ ذرا اوجھل ہو جائیں۔ فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر نظر ڈالی۔ مجھے پوری زندگی

میں حضور ﷺ تین دن غار میں چھپے نظر آتے ہیں۔ میں نے اس سنت پر عمل کر لیا ہے اب باہر آ گیا ہوں چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ تم اپنی بیواؤں کا نکاح کر دیا کرو۔ قرآن پاک میں بھی ہے۔ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کی ایک ہمشیرہ 90 سال کی عمر میں بیوہ ہو گئیں۔ آپ کو پتہ چلا تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ کچھ دن گزر گئے تو پھر دوبارہ اپنی بہن کے پاس گئے اور کہنے لگے 'بہن! میں آپ کے پاس ایک بات کرنے آیا ہوں۔ بہن نے کہا بتاؤ بھائی' کیا بات ہے؟ حضرت فرمانے لگے کہ میرے آقا ﷺ کا فرمان ہے کہ تم بیواؤں کا نکاح کر دیا کرو' آپ میری اس بات کو مان لیجئے اور نکاح کر لیجئے۔ میں جانتا ہوں کہ اس عمر میں آپ کو ازدواجی زندگی کی ضرورت نہیں ہے مگر قاسم نانوتوی کو سنت پر عمل کی توفیق ہو جائے گی۔ بہن رونے لگ گئیں۔ آپؒ نے اپنی پگڑی کو اتارا اور بہن کے قدموں پر رکھ دیا اور کہا کہ تیری وجہ سے مجھے حضور اکرم ﷺ کی ایک سنت پر عمل کی توفیق نصیب ہو سکتی ہے۔ چنانچہ 90 سال کی عمر میں اپنی بہن کا ایک اور نکاح کر دیا۔ کیسا عشق تھا!۔

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ جب حج پر گئے تو آپ نے راستہ میں حضور ﷺ کی محبت میں کچھ اشعار لکھے۔ وہ بھی آپ کو سناتا چلوں' فرماتے ہیں:

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مجھ کو مدینہ کے مور و مار

کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! نجات کی امیدیں تو بہت ہیں مگر سب سے بڑی امید یہ ہے کہ مدینہ کے کتوں میں میرا شمار ہو جائے۔ اگر جیوں تو مدینہ کے کتوں کے ساتھ پھرتا رہوں اور اگر مر جاؤں تو مدینہ کے کیڑے مکوڑے مجھے کھا جائیں۔ رسول ﷺ کی ایسی شدید محبت تھی دل میں۔

ایک آدمی آپؒ کی خدمت میں آیا۔ اس نے سبز رنگ کا جوتا پیش کر دیا۔ حضرتؒ

نے وہ جوتا لے تو لیا مگر اس کو گھر میں رکھ دیا۔ کسی نے بعد میں پوچھا، حضرت! فلاں نے بہت اچھا جوتا دیا تھا، علاقہ میں اکثر لوگ پہنتے ہیں، خوبصورت بھی بنا ہوا تھا۔ فرمایا، میں نے جوتا لے تو لیا تھا کہ اس کی دل جوئی ہو جائے مگر پہنا اس لئے نہیں کہ دل میں سوچا کہ میرے آقا ﷺ کے روضہ اقدس کا رنگ سبز ہے اب میں اپنے پاؤں میں اس رنگ کا جوتا کیسے پہنوں۔

آپؒ حرم تشریف لے گئے۔ آپؒ بہت نازک بدن تھے۔ ایک آدمی نے دیکھا کہ آپؒ ننگے پاؤں مدینہ کی گلیوں میں چل رہے ہیں اور پاؤں کے اندر سے خون رستا چلا جا رہا ہے۔ کسی نے پوچھا حضرت جوتے پہن لیتے۔ فرمایا، ہاں پہن لیتا، لیکن جب میں نے سوچا کہ اس دیار میں میرے آقا ﷺ چلا کرتے تھے تو میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ قاسم اس کے اوپر جوتوں کے ساتھ چلتا پھرے۔ کیسے دیوانے اور پروانے تھے رسول اللہ ﷺ کے۔

علمائے دیوبند کا فقید المثال عقیدہ:

علمائے دیوبند نے اپنا عقیدہ لکھا۔ ذرا دل کے کانوں سے سنیں تاکہ پتہ چل سکے کہ ان پر بہتان لگانے والے کتنی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک میں جو مٹی لگ رہی ہے۔ وہ اللہ کے عرش سے بھی **افضل** ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا عشق رسول ﷺ:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فقیہ وقت تھے۔ ایک آدمی حج سے واپس آیا اور وہاں سے کچھ کپڑا لایا۔ اس نے وہ کپڑا حضرتؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرتؒ نے جب اسے لیا تو اسے چوما اور اپنے سر کے اوپر رکھ لیا، جیسے بڑی عزت والی کوئی چیز ہو۔ طلباء بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے عرض کیا، حضرت! یہ تو فلاں ملک کا بنا ہوا کپڑا ہے، مدینہ کے لوگ خرید کر آگے فروخت کرتے ہیں۔ فرمایا میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ مدینہ کا بنا ہوا نہیں ہے، مگر میں تو اس لئے اس کی عزت کرتا ہوں کہ اسے مدینے کی ہوا لگی ہوئی ہے۔

ایک آدمی حج سے واپس آیا اور اس نے تین کھجوریں حضرت مولانا رشید احمد

گنگوہیؒ کی خدمت میں بھیجیں۔ آپؒ کو جب ملیں تو آپؒ نے اپنی ہتھیلی پر وہ کھجوریں ایسے رکھیں جیسے دنیا کی دولت آپ کی ہتھیلی میں سمٹ آئی ہو۔ آپ نے ایک شاگرد کو بلایا اور فرمایا کہ ہمارے جو قریبی ملنے جلنے والے ہیں' ذرا ان کے ناموں کی فہرست تیار کر دینا۔ اس نے فہرست بنائی تو پچاس سے زیادہ نام ہوئے۔ فرمایا' ان تینوں کھجوروں کے ناموں کی تعداد کے برابر حصے کر دو۔ چنانچہ اتنے حصے کیے گئے۔ چھوٹے چھوٹے حصے بنے۔ فرمایا' ایک ایک حصہ میرے ایک ایک دوست کو دے دو۔ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے کچھ ہیرے اور موتی آپ کے ہاتھ لگ گئے ہیں جو اپنے دوستوں کو پیش کر رہے ہیں۔ ایک شاگرد نے کہا' حضرت! اتنے چھوٹے حصے سے کیا بنے گا؟ اس کی یہ بات سن کر حضرتؒ کا رنگ سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ مدینہ کی کھجور ہو اور تو اس کے حصے کو چھوٹا کہے۔ چنانچہ کتنے ہی دنوں تک اس سے بولنا چھوڑ دیا۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ دارالعلوم دیوبند میں پڑھاتے تھے اور مشاہرہ اتنا تھا کہ مشکل سے گزارا ہوتا تھا۔ جو کچھ ملتا گھر کی ضروریات پر لگ جاتا۔ اسی وجہ سے حج بھی نہ کر سکے۔ مگر دل میں تمنا بہت تھی۔ حتی کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حج کے دن شروع ہوتے تھے تو آپؒ کو گھر کے اندر چین نہیں آتا تھا۔ کبھی ادھر چلے جاتے اور کبھی ادھر چلے جاتے۔ حتی کہ دستر خوان پر کھانا کھاتے ہوئے بھی جب خیال آجاتا تو کہتے' معلوم نہیں عشاق کیا کر رہے ہوں گے۔ حج پر جانے والوں کو عشاق کہتے تھے۔ یہ خیال آتے ہی کھانا چھوڑ دیتے اور آہیں بھرنے لگتے۔ اور کہتے کاش کوئی دن آئے کہ حسین احمد کو بھی اس جگہ کی زیارت نصیب ہو جائے۔

ایک دفعہ رات کو سوئے ہوئے تھے اور آنکھ کھل گئی۔ اٹھ بیٹھے' پریشانی سے نیند نہ آئی۔ اسی حالت میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر عرض کیا' اے اللہ! معلوم نہیں تیرے عاشق کیا کر رہے ہوں گے۔ کاش کہ حسین احمد کو بھی ان میں شمار فرما لیتا۔ ذوالحج کے دس دن آپ کو یہاں آرام نہیں آتا تھا۔ دعائیں مانگتے تھے' کڑھتے رہتے تھے۔ حتی کہ اللہ

رب العزت نے آپ کی اس محبت کو قبول فرمالیا اور آپؒ کیلئے حرم شریف کے دروازے کھلے اور اٹھارہ سال تک حضور ﷺ کے پاس بیٹھ کر حدیث پاک کا درس دیتے رہے۔ عاشق ہی ایسا کر سکتا ہے۔ کوئی اور تو نہیں کر سکتا۔

آپؒ حدیث مبارکہ کا درس دیتے وقت اس انداز سے بیٹھتے تھے کہ مواجہ شریف بالکل سامنے ہوتا تھا۔ ہم تو کہتے ہیں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر جب آپؒ حدیث شریف پڑھاتے تو فرماتے' قال ھذا الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب آپؒ تعلیم سے فارغ ہو جاتے تو اکثر لوگوں نے دیکھا کہ رات کے اندھیرے میں عشاء کے بعد یا تہجد سے پہلے اپنی داڑھی مبارک سے حضور ﷺ کے روضہ اقدس کے قریب کی جگہ کو صاف کر رہے ہوتے تھے۔ سبحان اللہ۔ اللہ ہمیں بھی ایسا عشق اور ایسا ادب نصیب فرمادے۔ کسی نے کیا خوب بات کہی:

نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسن رسولؐ ہے
یہ کہکشاں تو آپؐ کے قدموں کی دھول ہے
اے کاروان شوق یہاں سر کے بل چلو
طیبہ کے راستے کا تو کانٹا بھی پھول ہے

عاشق کی پہچان:

ارے! عاشق کی پہچان کیا ہے؟ عاشق وہ ہوتا ہے جو محبت کا دعوی کرے اور ایک ایک عمل حضور ﷺ کے حکم کے مطابق کرے۔ اگر حضور ﷺ کی ادائیں پسند نہیں ہیں تو معلوم ہوا کہ زبانی محبت ہے حقیقی نہیں ہے۔ کسی عارف نے کہا:

وہی سمجھا جائے گا شیدائے جمال مصطفیٰؐ
جس کا حال حال مصطفیٰؐ ہو جس کا قال قال مصطفیٰؐ

حضور ﷺ کا عاشق کون سمجھا جائے گا؟ جس کی باتیں حضورؐ کے حکم کے مطابق ہوں اور جس کا عمل بھی حضور ﷺ کے عمل کے مطابق ہو' سنت کے مطابق ہو۔ اللہ تعالی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے علمائے دیوبند کی قبروں پر کہ جنہوں نے حضور ﷺ کی ایک

ایک سنت پر ڈیرے ڈالے اور حفاظت فرمائی۔

خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ارے! حضور ﷺ کی محبت کی کیا باتیں پوچھتے ہو؟ خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ پنجابی میں اشعار ہیں' ذرا دل کے کانوں سے سنئے گا:

ملے قطرہ عشق محمدؐ دا بئی تخت شاہی دی لوڑ نہیں
دل مست رہے وچ مستی دے بئی عقل دانائی دی لوڑ نہیں
میڈے قلب سیاہ گناہگار دے وچ تیڈی یاد دا ڈیوا بلدا رہے
دل ایں جگ' اوں جگ' قبر حشر کسے بئی روشنائی دی لوڑ نہیں
کر اپنے حبیب دا عشق عطا جگ سارے توں بے نیاز چا کر
سر جھکدا رہے در تیرے اتے در در دی گدائی دی لوڑ نہیں
ایں عبد دا عرض قبول تھیوے دربار الٰہی دے اندر
لوں لوں وچ ہوئے عشق نبیؐ کسے بئی آشنائی دی لوڑ نہیں

عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ انہیں اور واقفیت کی ضرورت ہی نہیں ہوتی تھی۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عجیب واقعہ:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا ایک اور واقعہ سنا دیتا ہوں۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ارشاد کا مفہوم ہے کہ میں اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گا جب تک کہ میری پوری امت کا حساب کتاب نہیں ہو جائے گا۔

ایک صاحب اپنے ہاتھ میں ہمیانی لئے ہوئے جا رہے ہیں۔ اس کے اندر کچھ پیسے تھے۔ ایک چور قریب سے بھاگتا ہوا ہاتھ سے وہ ہمیانی چھین کر نکل گیا۔ تھوڑی دور آگے گیا تو اس کی بینائی ختم ہو گئی۔ اس نے وہیں رونا چلانا شروع کر دیا۔ کہنے لگا' اے لوگو! میں نے فلاں جگہ پر ایک آدمی کی ہمیانی چھینی ہے' مجھے اس جگہ پر لے جاؤ تاکہ میں اس سے معافی مانگ لوں اور میری آنکھوں کی بینائی لوٹ آئے۔ جب لوگ اسے وہاں لائے تو ہمیانی کے

مالک وہاں سے جا چکے تھے۔ قریب ہی ایک حجام تھا۔ اس سے پوچھا کہ فلاں آدمی سے میں نے ہمیانی چھینی تھی تم اسے جانتے ہو؟ اس نے کہا' پہچانتا تو ہوں نمازوں کے لئے وہ آتے ہیں ہو سکتا ہے اگلی نماز کیلئے یہاں سے گزریں' اگر آئے تو میں تمہیں بتا دوں گا۔ چنانچہ اسے بٹھا دیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہی آدمی گزرنے لگا' حجام نے کہا یہ وہی صاحب گزر رہے ہیں۔ چور اس کے قدموں میں گر کر معافی مانگنے لگا۔ اس نے کہا کہ بھائی! میں نے تو اسی وقت تجھے معاف کر دیا تھا۔ وہ بڑا حیران ہوا۔ پھر پوچھنے لگا' اسی وقت مجھے معاف کر دیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں' اس لئے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ تم میری ہمیانی لے گئے ہو اور تم نے یہ ظلم کیا ہے۔ آخر قیامت کے دن یہ مقدمہ پیش ہو گا اگر پیش ہو گا تو پھر حساب کتاب ہو گا اور اس طرح میرے محبوب ﷺ کو جنت میں جانے میں اتنی دیر ہو جائے گی' چنانچہ اسی وقت میں نے تجھے معاف کر دیا تھا تاکہ نہ مقدمہ پیش ہو اور نہ حضور ﷺ کو جنت میں جانے میں دیر لگے۔

عاشق فقیر کا واقعہ: جامع مسجد دھلی کے دروازے پر ایک معذور آدمی بیٹھا بھیک مانگ رہا تھا۔ ایک انگریز وہاں مسجد کو دیکھنے کیلئے آیا۔ ہم نے بھی دیکھا کہ جامع مسجد کو انگریز دیکھنے کیلئے آتے جاتے ہیں۔ وہ انگریز بڑا عمدہ رکھتا تھا۔ جب وہ اس فقیر کے پاس سے گزرا تو اس نے سلوٹ مارا تاکہ کچھ دے جائے۔ چنانچہ اس انگریز نے اسے کچھ پیسے دے دیئے۔ انگریز باہر کھڑے ہو جاتے ہیں جوتوں کی جگہ پر' اندر داخل نہیں ہوتے۔ مسجد کے نقش و نگار اور عظمت ایسی ہوتی ہے کہ اللہ کے گھر کے سامنے ہی انہیں سکون مل جاتا ہے۔ وہ انگریز مسجد کو دیکھ کر چلا گیا۔ گھر جا کر اسے معلوم ہوا کہ جس بٹوے سے پیسے نکال کر دیئے تھے وہ بٹوا جیب میں نہیں ہے۔ پیسے بھی کافی تھے اور پتہ بھی نہیں کہ کہاں گرے ہوں گے۔ خیرات آئی گئی ہو گئی۔

ایک ہفتہ بعد پھر اسے چھٹی ہوئی۔ اس کی بیوی نے کہا کہ تم مسجد دیکھ آئے تھے مجھے بھی دکھاؤ۔ چنانچہ چھٹی والے دن وہ اپنی بیوی کو لے کر پھر مسجد دیکھنے کے لئے آیا۔ جب وہ انگریز اس معذور فقیر کے پاس سے گزرنے لگا تو وہ فقیر فوراً کھڑا ہو گیا اور اس سے

کہا، آپ پچھلی دفعہ آئے تھے، مجھے پیسے دیئے تھے اس کے بعد آپ بٹوا جیب میں ڈالنے لگے، تھوڑی دور آگے جاکر بٹوا گر گیا اور میں نے اٹھا لیا، یہ بٹوا میرے پاس آپ کی امانت ہے، یہ میں آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ انگریز نے بٹوے کو کھول کر دیکھا تو پیسے بالکل پورے تھے۔ حیران ہو کر وہ سوچنے لگا کہ بٹوا تو دے دیتا مگر اس کے اندر کی کچھ رقم نکال سکتا تھا، مجھے امید تو یہی تھی، یہ کیا ہوا کہ سارے کے سارے پیسے مجھے من و عن واپس کر دیئے۔ اس نے اس فقیر سے پوچھا، آخر کیا بات ہے کہ تم نے کچھ بھی پیسے اپنے پاس نہ رکھے؟ وہ معذور فقیر کہنے لگا، بات یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر آدمی اپنے نبی کے پیچھے ہو گا، جماعتوں کی صورت میں انبیائے کرام علیہم السلام کے پیچھے چل رہے ہوں گے۔ جب میں نے بٹوا اٹھایا تو میرا جی تو چاہتا تھا کہ میں اسے لے لوں مگر پھر مجھے خیال آیا کہ ہر کام اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اگر میں یہ پیسے رکھ لوں گا اور کل قیامت کے دن میں حضور ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوں گا اور آپ حضرت عیسی علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہوں گے، اس وقت ایسا نہ ہو کہ آپ کے نبی میرے نبی ﷺ کو گلہ دیں کہ آپ کے امتی نے میرے امتی کے پیسے لے لیئے تھے۔ یہ سوچ کر میں نے اس میں کوئی خیانت نہ کی۔ اور آپ کے پیسے میں نے آپ کو لوٹا دیئے ہیں۔ کاش! ہمیں دہلی کے اس معذور فقیر جیسی محبت بھی حضور ﷺ سے ہو جاتی۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے